باب ختم ہوتا ہے۔فہرست میں باب ششم کو دو فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے،لیکن متن کتاب میں یہ تقسیم موجود نہیں ہے۔اسی طرح فہرست کے ذیلی عناوین میں بعض شخصیات کا نام مذکور نہیں ہے،لیکن متن کتاب میں ان کے نظریات سے بحث کی گئی ہے۔

امید ہے موضوع سے دل چسپی رکھنے والوں کے درمیان اس کتاب کو مقبولیت حاصل ہوگی اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔ (جمشید احمد ندوی)

شاہ معین الدین احمد ندوی - حیات وخدمات ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی

ناشر: ادبی دائرہ اعظم گڑھ یوپی، ملنے کا پتا: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ،صفحات:۱۹۶، قیمت -/۱۰۰روپے

دارالمصنفین اعظم گڑھ نے اپنے زمانۂ تاسیس ہی سے علم وادب کی جو خدمت انجام دی ہے وہ تاریخ ہند کا ایک ناقابلِ فراموش باب ہے۔اِس ادارہ کی خوش قسمتی رہی ہے کہ اسے ایسی شخصیات کی سرپرستی اور خدمات حاصل ہوتی رہیں جنھوں نے نہ صرف تفسیر، حدیث، تاریخ، فقہ، علم کلام، سیر وسوانح اور ادبی موضوعات پر ناقابلِ فراموش تحریروں کا ذخیرہ چھوڑا بلکہ وقت کے اہم اور حسّاس موضوعات ومسائل پر قلم اٹھایا اور اسلامیانِ ہند کی رہ نمائی کا فریضہ انجام دیا۔ ان اہم اور مقتدر شخصیات میں سے ایک مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی ہیں، جنھوں نے علامہ سید سلیمان ندویؒ کے پاکستان منتقل ہوجانے کے بعد دارالمصنفین کی قیادت سنبھالی اور ۱۹۷۴ء میں اپنی وفات تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ ندوہ سے فراغت کے بعد ہی آپ نے دارالمصنفین کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا اور کم وبیش نصف صدی تک اس ادارے سے منسلک رہے۔اس اثنا میں جہاں آپ نے تاریخِ اسلام، سیر الصحابہ، تابعین، حیات سلیمان، اسلام اور عربی تمدّن، عرب کی موجودہ حکومتیں اور عربی نقوش جیسی وقیع اور بلند پایہ کتابیں تصنیف کیں وہیں ماہ نامہ 'معارف' کی وساطت سے اہم قومی اور ملی مسائل پر بھی خامہ فرسائی کی۔ان مقالات میں انھوں نے جہاں اردو، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ عثمانیہ، انجمن ترقی اردو ہند اور جمعیۃ العلماء جیسے اہم قومی وملی

اداروں کے مسائل کو اجاگر کیا وہیں اپنے زمانے کے اہم نظریاتی مسائل مثلاً قومیت، کمیونزم، آزادی، زمین داری اور فرقہ وارانہ فسادات وغیرہ پر بھی قلم اٹھایا اور زندگی کی آخری سانس تک قلمی جہاد میں مصروف رہے۔

مختصر یہ کہ شاہ صاحب کی شخصیت بڑی جامع اور متنوع تھی۔ وہ ایک تذکرہ نگار، مورخ، ادیب، نقاد اور سخن فہم وسخن سنج عالمِ دین تھے۔ ایسی اہم اور جامع کمالات شخصیت کی زندگی قلم کا موضوع بنائے جانے کی مستحق تھی، مگر عرصے سے یہ خدمت علمی دنیا پر قرض تھی۔ خوشی ہوئی کہ ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی میں ان کی شخصیت کو اپنا موضوع بنایا اور مختصراً سہی، اس کے مختلف پہلوؤں کی نشان دہی کی کوشش کی۔

یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب شاہ صاحب کے نجی حالاتِ زندگی پر ہے۔ بعد کے ابواب میں ان کی تصنیفات کا تعارف نیز شخصیت کے مختلف علمی پہلوؤں کو بحث کا موضوع بنایا گیا ہے۔ مثلاً تذکرہ نگاری، تاریخ نگاری، ادب وتنقید، افکار وخیالات اور اسلوب ونگارش وغیرہ۔ آخری اور آٹھویں باب میں مشاہیر کے نام ان کے خطوط نقل کیے گئے ہیں۔ بعض خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اپنی آخری زندگی میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ سے بیعت ہوگئے تھے۔ مکاتیب کے باب میں مرتبین کی عام روش یہی رہتی ہے کہ وہ اس میں ذوق انتخاب سے قطعاً کام نہیں لیتے اور اگر پارسل یا منی آرڈر کی رسید وغیرہ بھی مل جائے تو اسے تبرکاً نقل کر دیتے ہیں، حالاں کہ خطوط وہی شائع کرنے چاہیے جن میں کوئی علمی، فکری یا سماجی مسئلہ یا نکتہ ہو۔ ڈاکٹر الیاس الاعظمی نے بھی اس پہلو پر غور نہیں کیا۔ آغازِ کتاب میں بعض اہم اہلِ قلم مثلاً ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی، ڈاکٹر خلیق انجم اور پروفیسر خورشید نعمانی کی تقریظات اور پیشِ لفظ بھی شامل ہیں۔

حاصل یہ کہ یہ کتاب ایک جامع کمالات شخصیت کی حیات اور علمی خدمات کا بہت اچھے انداز میں تعارف کراتی ہے اور موضوع سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے لائقِ مطالعہ ہے۔

(جاوید احسن فلاحی)